21636-رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت کا وقت کیوں نہیں بتایا

سوال

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت آنے کا وقت کیوں نہیں بتایا ؟

پسندیدہ جواب

اول :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیامت قائم ہونے کا وقت اس لیے نہیں بتایا کہ اس کا انہیں خود علم نہیں تھا، اس کے دلائل سوال نمبر (32627) کے جواب میں گزر چکے ہیں آپ اس کا مطالعہ کرلیں ۔

دوم :

اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالی نے ہمیں قیامت قائم ہونے کے وقت کا کیوں نہیں بتایا ؟

اس کا مختصر طور پر جواب یہ ہے کہ حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ اسے مخلوق سے چھپا کر رکھا جائے اور انہیں نہ بتایا جائے ۔

اس کی تفصیل اور بیان کچھ اس طرح ہے :

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے مبعوث کیا گیا کہ جو اللہ تعالی اور ان کی اطاعت کرے اسے جنت کی خوشخبری دیں اور جو نافرمانی کرے اسے آگ سے ڈرائیں، اور قیامت کی ھولناکی اور جہنم کی سختی سے لوگوں کو آگاہ کریں اور اس سے ڈرائیں، اس چیز کا فائدہ تو اسی وقت پورا ہوسکتا ہے جب اس کے وقت میں ابہام ہو اور لوگوں کو اس کا علم نہ ہو ۔

تا کہ ہر زمانے اور دور کے لوگ قیامت کے آنے سے ڈرتے رہیں، لیکن قیامت کے وقت کا لوگوں کو بتا دینا اور اس کی تاریخ کی تحدید کرنا اس فائدے کے منافی ہے، بلکہ اس میں اور بھی کئی قسم کے مفاسد ہیں ۔

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ فرما دیتے کہ مثلا : قیامت آج سے ایک ہزار برس بعد قائم ہوجائے گی تو آپ کذاب قسم کے لوگوں کو دیکھتے کہ وہ اس خبر کا استھزا کرتے اور مذاق اڑاتے، اور اس کی تکذیب میں الحاء و اصرار کرتے، اور شک کرنے والوں کا شک اور زیادہ ہوجاتا ۔

اس لیے حکمت بالغہ اسی میں تھی کہ قیامت کے وقت کو لوگوں سے مبہم ہی رکھا جائے، جس طرح کہ اللہ تعالی نے ہر انسان کی خاص قیامت جو کہ اس کی موت ہے کا وقت بھی پوشیدہ رکھا ہے ۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اللہ تعالی نے قیامت کے معاملے کو تشریعی حکمت کے تقاضہ پر مخفی رکھا ہے کیونکہ حکمت تشریعی اس کی متقاضی تھی، اور ایسا کرنا اطاعت کے لیے زیادہ مناسب اور معصیت سے روکنے کے لیے زیادہ کارگر ہے، جس طرح کہ اللہ تعالی نے انسان کی موت کا وقت بھی اس سے مخفی رکھا ہے۔۔۔

قرآن مجید کی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قیامت کے وقت کا علم نہیں تھا، جی ہاں اتنا تو ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہے تھا کہ قیامت اجمالی طور پر قریب ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارہ میں بتایا بھی ہے۔ اھ

لھذا مومنوں پر واجب ہے کہ وہ اس دن سے ڈریں، اور انہیں چاہیے کہ اس خوف کی بنا پر وہ اپنے اعمال میں اللہ تعالی کے مراقبہ کا خیال رکھیں اور ڈریں کہ واللہ تعالی ان کے اعمال کا مراقبہ فرما رہا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ اعمال میں حق کا التزام کریں اور خیر و بھلائی والے کام کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ شر اور برائی کے کاموں سے اجتناب کریں، اور قیامت کے معاملے کو نزاع اور جدال کا باعث نہ بنائیں اور اس میں قیل وقال سے کام لیں۔ اھ دیکھیں تفسیر المنار۔

اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر رحمت و فضل ہے کہ اس نے کچھ ایسی نشانیاں اور علامات مقرر کردی ہیں جو قرب قیامت پر دلالت کرتی ہیں تا کہ وہ اس وجہ سے اعمال صالحہ میں جلدی کریں اور اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرتے ہوئے اس کے حرام کردہ کاموں سے اجتناب کریں، نیز جب بھی وہ قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھیں تو ان کا خوف اور ڈر اور زیادہ ہوجائے اور اس کی ھولناکی سے بچنے کے لیے وہ اعمال صاحلہ کریں جس کی بنا پر ان کا یقین زیادہ ہو اور ایمان پختہ اور مضبوط ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کرنے لگیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{تو کیا یہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کے پاس اچانک آجائے یقینا اس کی علامتیں تو آچکی ہیں} محمد (18)۔

اس پر صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل روایت بھی دلالت کرتی ہے :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(چھ چیزوں سے قبل اعمال صالحہ میں جلدی کرلو : مغرب کی جانب سے سورج کے طلوع ہونے سے قبل، یا دھوئیں سے قبل، یا دجال آنے سے قبل، یا دابۃ الارض نکلنے سے قبل، تم میں سے ایک سے ساتھ خصوصی چیز کی آمد سے قبل، یا پھر عمومی امر کے نازل ہونے سے قبل) صحیح مسلم حدیث نمبر (2947)۔

یعنی قیامت کی آنے کی چھ نشانیوں کے آنے سے قبل اعمال صالحہ میں جلدی کرلو کہ اس کے وقوع کے بعد اعمال کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی وہ قبول ہوں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (او خاصۃ احدکم) اور ایک روایت میں تصغیر کے ساتھ یعنی (خویصۃ احدکم) کے ساتھ ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ جو انسان کے اپنے ساتھ خاص ہے کسی اور کے ساتھ نہیں، اس سے مراد انسان کی اپنی موت ہے جو اس سے ساتھ ہی خاص ہے اور اگر وہ اس کے آنے سے قبل اعمال نہ کرے تو اسے اعمال کرنے سے روک دیتی ہے، اور (امر العامۃ) سے مراد قیامت ہے۔

قاضی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا ہے کہ ان چھ نشانیوں کے آنے سے قبل اعمال میں جلدی کرلیں کیونکہ جب یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی تو لوگوں میں دھشت پھیل جائے گی اور وہ اعمال نہیں کرسکیں گے یا پھر توبہ کا دروازہ ہی بند کردیا جائے گا، اور اعمال ہی قبول نہیں ہونگے۔

علائی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ اعمال صالحہ کرنے پر ابھارا جائے تا کہ موت اور آفات آنے سے قبل والے وقت کو موقع غنیمت جانتے ہوئے اعمال صاحلہ کر لیے جائیں ۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم وقت کو غنیمت جانتے ہوئے اسے اطاعت وفرمانبرداری میں صرف کریں ۔

واللہ اعلم.